علامہ اقبال اور بھرتری ہری

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ڈاکٹر محمد نعمان

علامہ اقبال نے اپنے فکر و فلسفہ کی تعمیر و تشکیل میں جہاں قرآن حکیم کے حیات افروز پیغام اور دین مبین کی فکر بلیغ کو بنیاد بنا کر بعض اسلامی مفکرین کے خیالات سے استفادہ کیا ہے وہیں اپنی عالمانہ وسیع النظری ' مومنانہ کشادہ قلبی اور انسانی وسیع المشربی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے مختلف ملک و قوم و مذہب سے تعلق رکھنے والے ' شاعروں' ادیبوں اور دانشوروں کے افکار و خیالات سے فیض حاصل کرکے ' ان کے تئیں پر خلوص عقیدت مندی کا اظہار بھی کیا ہے ۔

علامہ اقبال نے عشق کی سرمستی' زندگی کے سوز و گداز اور انسانی قوت عمل کی حقیقت کے قائل جن غیر مسلم دانشوروں کے افکار و خیالات سے اثر قبول کیا ہے ' ان میں برگساں' دانتے' نطشے' گوئٹے' مارکس ' طالستائی' لینن 'شیکسپیر اور مسولینی کے علاوہ زرتشت' عارف ہندی وشوامتر' کرم یوگی' شری کرشن' مریادا پرشوتم رام' گوتم بدھ' گرو نانک' آچاریہ رامانج' سوامی رام تیرتھ 'گرودیو ٹیگور' سنسکرت کے مشہور شاعر بھرتری ہری کے اسمائے گرامی پیش کیے جا سکتے ہیں ۔

کلام اقبال کو سمجھنے کے لیے' اطراف اقبال یعنی اردو' فارسی' سنسکرت اور انگریزی شعر و ادب کے علاوہ اسلامی فلسفہ' یونانی فلسفہ ' جدید یورپی فلسفہ اور قدیم ہندو فلسفہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے ۔

علامہ اقبال نے شکوہ ترکمانی ' نطق اعرابی کے ساتھ ساتھ ذہن ہندی پر بھی خصوصی توجہ صرف کی ہے ۔ انھیں محض برہمن زادہ ہونے پر ہی ناز نہیں تھا بلکہ انہوں نے دیگر مذاہب کے علاوہ ہندو مذہب کی تعلیمات کا بھی بغور مطالعہ کیا تھا لیکن اس سے متعلق بعض امور مثلاً" رہبانیت' پنر جنم' فلسفہ ہمہ اوست اور انّن مفروضے سے وہ متفق نہیں تھے کہ عمل ہی آئندہ

زندگی کے لیے مصائب و آلام کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اس کی بناء پر مہابھارت میں ابتدا" ارجن نے اپنے بھیشم پتا ماہ اور چچا زاد بھائیوں پر تیر چلانے سے صاف انکار کر دیا تھا لیکن جب شری کرشن نے ارجن کو ان کے فرض عین سے آگاہ کرتے ہوئے ' ترک عمل کے مفہوم کی وضاحت اس طرح کی کہ

"کر مینے وا دھیکارستے بھلیشو کدا چنا"

(یعنی صلہ وستائش کی تمنا کے بغیر عمل کرنا ہی انسان کا فرض عین ہے) تو اقبال شری کرشن کے مذکورہ پیغام سے اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ اس کی گونج نہ صرف اسرار خودی میں سنائی دیتی ہے بلکہ اس کے پہلے ایڈیشن ۱۹۱۴ء کے دیباچے میں (جو کہ اسرار خودی کے بعد کے ایڈیشنوں سے حذف کر دیا گیا ہے) اس طرح خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

"بنی نوع انسان کی ذہنی تاریخ میں شری کرشن کا نام ہمیشہ ادب و احترام سے لیا جائے گا کہ اس عظیم الشان انسان نے ایک نہایت دلفریب پیرائے میں اپنے ملک و قوم کی فلسفیانہ روایات کی تنقید کی اور اس حقیقت کو آشکار کیا کہ ترک عمل سے مراد ترک کلی نہیں ہے کیونکہ عمل اقتضائے فطرت ہے اور اسی سے زندگی کا استحکام ہے بلکہ ترک عمل سے مراد یہ ہے کہ اس کے نتائج سے مطلق دل بستگی نہ ہو"۔

علامہ اقبال نے چاروں ویدوں کا مطالعہ کیا تھا' چنانچہ ' چاروں ویدوں میں مشترکہ طور پر شامل گایتری منتر کا منظوم ترجمہ آفتاب کے نام سے کرتے ہوئے شذرہ تمہیدی کے عنوان سے رسالہ "مخزن" (لاہور) اگست ۱۹۰۲ء میں اس کے متعلق لکھتے ہیں:-

"یہ رگ وید کی نہایت قدیم اور مشہور "گایتری کا ترجمہ ہے ------ جس کو برہمن اس قدر مقدس سمجھتا ہے کہ بے طہارت اور کسی کے سامنے پڑھتا تک نہیں"۔

مذکورہ نظم کے عنوان "آفتاب" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اصل سنسکرت میں لفظ "سونتر" استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے لیے اردو لفظ نہ مل سکنے کے باعث ہم نے لفظ آفتاب رکھا ہے۔ لیکن اصل میں اس لفظ سے مراد اس آفتاب کی ہے جو فوق المحسوسات ہے اور جس سے یہ مادی آفتاب کسب ضیا کرتا ہے ------ میں نے اپنے ترجمے کی بنیاد اس سوکت (گفتار زیبا) پر رکھی ہے جس کو سوریہ نرائن اپنشد میں گایتری مذکور کی شرح کے طور پر لکھا گیا ہے"۔

اسی طرح رسالہ "زمانہ" (کانپور) ماہ اپریل ۱۹۱۹ء میں کلام اقبال کے عنوان سے شائع شدہ حسب ذیل اشعار دراصل ایک وید منتر کا ترجمہ ہیں جنھیں اقبال نے کسی مجموعے میں شامل نہیں کیا ہے'

علامہ اقبال اور بھرتری ہری

خویشوں سے ہو اندیشہ نہ غیروں سے خطر ہو
احباب سے کھٹکا ہو نہ اعداے حذر ہو
روشن مرے سینے میں محبت کا شرر ہو
دل خوف سے آزاد ہو بے باک نظر ہو
پہلو میں مرے دل ہو مے آشام محبت
ہر شے ہو مرے واسطے پیغام محبت!

مرزا غالب کے بعد، اقبال ایسے خوش نصیب شاعر ہیں جن کی شخصیت و فن پر سب سے زیادہ تحقیقی کام ہوا ہے لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کلام اقبال سے متعلق اسلامی اور مغربی مفکرین پر جس قدر توجہ صرف کی گئی ہے، اس قدر مشرقی مفکرین خصوصاً" ان ہندی دانشوروں پر نہیں کی جا سکی ہے، جن سے اقبال نے براہ راست استفادہ کیا تھا۔ لہٰذا کلام اقبال کے فنی محاسن اور فکری دھاروں کو سمجھنے کے لیے اور اس سے مستفیض ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مذکورہ بالا ہندوستانی مفکرین کے حالات زندگی نیز فلسفیانہ کمالات اور شعری محرکات کا بغور مطالعہ اور تجزیہ کیا جائے!

مذکورہ فنکاروں میں بھرتری ہری کا نام بہت اہم ہے لیکن اس کے عبرت ناک حالات زندگی اور حیرت انگیز شاعرانہ کمالات سے کم لوگ واقف ہیں۔ لہٰذا اس سے قبل کہ بھرتری ہری اور اقبال کے ذہنی اور فکری رابطوں پر اظہار خیال کیا جائے یہ جان لینا نہایت ضروری ہے کہ بھرتری ہری کون تھا؟ وہ مقتدر اور عیش پسند راجہ سے جوگی اور شاعر کیسے بن گیا؟ ایک زن پرست راجہ بالآخر خدا پرست جوگی اور حقیقت پسند شاعر بننے پر کیوں کر مجبور ہوا؟ اس سلسلے میں "بھرتری ہری شتک" کے مرتب پنڈت راکیش نے اپنا مقدمہ بعنوان "ولاسی سے بیراگی" میں بھرتری ہری کے جو سوانحی حالات قلمبند کیے ہیں، اس کے مطابق:-

" بھرتری ہری مالوہ کے راجہ گندھروسین کا بیٹا اور وکرم سموت کا آغاز کرنے والے، راجہ وکرما دیتہ کا بڑا بھائی تھا۔ اس نے اپنی ذہانت کے باعث کم سنی میں ہی مختلف علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ جب بھرتری ہری کو اجین نگری کا راجہ بنایا گیا تو وکرما دیتہ اس کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ راجہ بننے کے بعد بھرتری ہری کا بیشتر وقت عیش و عشرت اور رقص و سرود کی محفلوں میں صرف ہونے لگا۔ بھرتری ہری اپنی رانیوں میں رانی اننگ سینا سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔ اس کے بعد رانی پنگلا کا مقام تھا۔ سوئے اتفاق کہ ایک برہمن، بھرتری کے دربار میں حاضر ہوا اور ایسا امرت پھل راجہ کو پیش کیا جس کے کھانے سے انسان کی عمر سو سال ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ راجہ نے پھل حاصل کر کے رانی اننگ سینا کو دیدیا۔

رانی ، راج محل کے کوچوان چندر چوڑ پر فریفتہ تھی لہٰذا اس نے وہ پھل چندر چوڑ کو دیدیا۔ چندر چوڑ نے ، اپنی محبوبہ شہر کی مشہور طوائف روپ لیکھا کو نذر کر دیا۔ اور روپ لیکھا نے وہ پھل راجہ بھرتری ہری کی خدمت میں پیش کر دیا۔ امرت پھل طوائف کے ہاتھوں میں دیکھ کر ، راجہ غیظ و غضب میں آ گیا' اس کی متغیر حالت دیکھ کر روپ لیکھا نے چندر جوڑ کا نام اس پر ظاہر کر دیا۔ جان کی امان پا کر چندر چوڑ نے ساری رو داد دہرا دی جسے سن کر رانی اننگ سینا سے متعلق راجہ کا اعتماد متزلزل ہو گیا۔ وہ سیدھا راج محل پہنچا۔ اس کے ہاتھ میں امرت پھل دیکھ کر رانی اننگ سینا نے سارا ماجرا جان لیا اور احساس گناہ سے مغلوب ہو کر ، خود کشی کر لی۔ راجہ بھرتری ہری کے دل و دماغ پر اننگ سینا کی بے وفائی اور ہلاکت دونوں کا شدید اثر ہوا اور وہ اداس و خاموش رہنے لگا۔ راجہ کی حالت زار دیکھ کر رانی پنگلہ نے اس کی دلبستگی کی کوشش کی اور اسے شکار کا مشورہ دیا۔ دوران شکار ایک دلخراش واقعہ یوں پیش آیا کہ راجہ کے دوست نے جب ایک ہرن پر انجانے میں سانپ پر پیر رکھ کر تیر چلایا تو خود بھی چیخ مار کر گرا اور اس طرح شکار کے ساتھ شکاری نے بھی جان گنوا دی! راجہ ابھی اس واقعہ کے سبب حیرت و غم سے آزاد بھی نہ ہوا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک ہرنی دوڑتی ہوئی آئی اور ہرن کے مردہ جسم پر اس طرح گری کہ پھر نہ اٹھ سکی! اسی اثناء میں راجہ کو یہ غم انگیز خبر ملی کہ شکاری کے ساتھ اس کی اہلیہ بھی ستی ہوئی ہے۔

راجہ نے مذکورہ دونوں واقعات' رانی پنگلا کو سنائے تو اس نے حیرت و تاسف کے اظہار کے بجائے ہنستے ہوئے کہا کہ " اس میں دکھ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ تو ہر استری کا دھرم ہے کہ وہ نہ صرف پتی کے ساتھ ستی ہو جائے بلکہ باوفا پتنی تو وہ ہے جو ایسی خبر سنتے ہی پران چھوڑ دے۔ راجہ نے رانی کا جواب حیرت کے ساتھ سنا اور استفسار کیا " کیا میرے بعد تمہاری بھی یہی حالت ہو گی؟ پنگلا نے کہا کہ " بھگوان نہ کرے کہ میرے رہتے تمہیں ایسا ہو" کیونکہ اننگ سینا کی بے وفائی نے راجہ کی نظر میں ہر عورت کو مشکوک بنا دیا تھا لہٰذا اسے پنگلا کے اس جواب پر یقین نہیں آیا اور راجہ نے پنگلا کی وفاداری کا امتحان لینے کی خاطر ایک فرضی واقعہ یوں وضع کیا کہ " جب شکار کو گیا تو اپنے کپڑے جانور کے خون میں رنگوا کر' رانی پنگلا کو یہ کہہ کر بھجوائے کہ " راجہ کو شیر کھا گیا ہے " رانی پنگلا راجہ کے خون آلودہ لباس کو دیکھ کر نہ صرف بے ہوش ہو کر گر گئی بلکہ شدید صدمہ کی وجہ سے اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی! جب یہ ناقابل یقین خبر راجہ تک پہنچی تو اس کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور اس کے کانوں میں اس سادھو کی آواز گونجنے لگی' جس نے عورت کی فطرت سے متعلق راجہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا:-

عورت شرنگار ہے' نیتی ہے' ویراگیہ ہے"

راجہ بھرتری ہری کو انگ سینا کی بے وفائی نے جہاں دلبرداشتہ کر دیا تھا وہیں پنگلہ کی سچی محبت اور وفاداری نے اسقدر متاثر کیا کہ اس نے نہ صرف راج پاٹ تیاگ دیا بلکہ وہ جوگی بن کر سکون کی تلاش میں بستی بستی صحرا صحرا سرگرداں رہنے لگا۔ بالآخر اس کی ملاقات مہان رشی گورکھ ناتھ سے ہوئی۔ جن کے فیضان محبت سے بھرتری ہری نے ایک کتاب "واکیپ دیپ" تصنیف کی اور زندگی کے تلخ و شیریں تجربات کی بنیاد پر تین شعری مجموعے یعنی "شرنگار شتک" ویرا گیہ شتک اور نیتی شتک تخلیق کئے جنھیں سنسکرت ادب کے لازوال شاہکار کی حیثیت حاصل ہے۔

مذکورہ تینوں مجموعوں کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے تراجم ہندی کے علاوہ لاطینی، فرنچ اور انگریزی زبانوں میں کئے جا چکے ہیں۔ یوسف سلیم چشتی کے مطابق :-

"یورپ میں ابراہیم راجر نے اس کا لاطینی ترجمہ ۱۶۵۱ء میں شائع کیا ---- ۱۶۷۰ء میں اس کا ترجمہ فرنچ میں طبع ہو کر مقبول ہوا ------ ۱۸۷۷ء میں انگریزوں نے بھی اس کی طرف توجہ کی اور پروفیسر ٹانی (Tawney) نے اس کا انگریزی ترجمہ کلکتے سے کیا ----- ۱۸۹۶ء میں پروہت گوپی ناتھ نے اس کا ترجمہ انگریزی اور ہندی میں کیا"۔

"شرنگار شتک" میں زندگی کے خوشگوار پہلوؤں اور عورت کی دلبرانہ اداؤں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ "ویراگیہ شتک" دور رہبانیت کی یادگار ہے، جس میں بے ثباتی عالم، حرص و طمع کی مذمت اور گیان دھیان کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اس پر "گلستان سعدی" اور "پند نامہ عطار" کا گمان ہوتا ہے۔ نیتی شتک میں زندگی کے تلخ و شیریں تجربات کے علاوہ فلسفہ تمدن سے متعلق ایسے نکات بیان کئے گئے ہیں جو ارباب حکومت اور عوام الناس دونوں کے لئے مفید ہیں!

بھرتری ہری نے بعض اشلوکوں میں اگرچہ رہبانیت اور تیاگ کی تلقین کی ہے جو فکر اقبال کے منافی ہے لیکن ان اشلوکوں میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں اقبال کو بھرتری ہری اپنا ہم خیال نظر آتا ہے اور وہ اس کی تائید و تعریف کئے بنا نہیں رہتے۔ مثلاً" بھرتری ہری جوگی ہونے کے باوجود عمل کا قائل ہے، وہ وصال کے بجائے فراق میں یقین رکھتا ہے اور درد و داغ و جستجو و آرزو کی متاع بے بہا سے بہرہ ور ہے .. دنیائے رنگ و بو کی ظاہری چمک دمک کے مقابلہ میں فقر و سادگی کو بہتر سمجھتا ہے، جس کے سبب اس کے کلام میں سوز و گداز اور معرفت و حقیقت کے گہرے اور بامعنی نقوش ظاہر ہوئے ہیں۔ اس کا تیاگ مزاج اور نا امیدی کا باعث نہیں بلکہ باطل سے حقیقت کی جانب مراجعت ہے جسے تزکیہ نفس اور اس کی غیرت مندی اور خود داری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال بھرتری کے فقر کو ایسی امیری متصور کرتے ہیں جو دنیاوی وسائل

کے بجائے عشق و وجدان سے پیدا ہوتی ہے اور جس کا تعلق مادہ کے بجائے روح سے ہے ۔ یہی وہ اعلیٰ صفات ہیں جو اقبال کو بھرتری ہری کے قریب تر لے آتی ہیں اور وہ اسے جمشید اور اس کے کلام کو جام جم سے موسوم کرتے ہیں ۔

علامہ اقبال نے بھرتری ہری کے تینوں شتکوں کا مطالعہ کیا تھا لیکن وہ "ینتی شتک" سے زیادہ متاثر تھے چنانچہ انہوں نے ینتی شتک کے پانچویں اشلوک کو:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

اردو شعر کے قالب میں منتقل کر کے نہ صرف "بال جبریل" کے صفحہ اول پر شامل کیا بلکہ بھرتری ہری پر دو نظمیں لکھ کر اور اس کے ایک مشہور اشلوک کو فارسی اشعار میں ڈھال کر ' اپنی مشہور مثنوی جاوید نامہ میں جگہ دی ہے ۔

واضح ہو کہ "جاوید نامہ" علامہ اقبال کے چالیس سالہ ذہنی اور فکری سفر کا ماحصل اور پختہ شعور کا ترجمان ہے' جس کی تخلیق ان کے خطبات کے بعد ۱۹۳۱ء میں عمل میں آئی اور اشاعت ۱۹۳۲ء میں ہوئی ۔ یہ طویل فارسی مثنوی نو ابواب پر مشتمل ہے جس میں اقبال نے اپنے مرشد کامل رومی کی رہنمائی میں عالم افلاک کا روحانی سفر طے کر کے مختلف ارواح رفتگان سے ملاقات کی ہے ۔ انہی میں ایک بھرتری ہری بھی ہیں۔[۱۱]

اقبال اور رومی جب سیر افلاک کی دوسری جانب یعنی بہشت میں پہنچتے ہیں تو ان کی نظر ہندوستان کے نامور شاعر' بھرتری ہری پر پڑتی ہے ۔ اقبال' رومی کے ذریعہ بھرتری ہری کا تعارف کراتے ہوئے گیارہ اشعار پر مشتمل نظم "صحبت با شاعر ہندی برتری ہری" کے ابتدائی تین اشعار میں کہتے ہیں کہ :-

" حوریں جو اپنے محلوں اور خیموں میں مصروف راحت و آرام تھیں ' ان کے لیے میرا نالہ ایسی دعوت بن گیا جو تمام و کمال سوز سے لبریز تھا' جسے سن کر ساکنان بہشت جاوداں کے دلوں میں سوز و گداز پیدا ہو گیا ۔"

اس تمہید کے بعد' پیر رومی زیر لب مسکراتے ہوئے ' اقبال سے مخاطب ہو کر' بھرتری ہری کا تعارف اس طرح کراتے ہیں :-

اے ہندی النسل جادوگر ! ہندوستان کے اس شاعر کو دیکھو' جس کے فیض سے شبنم کے قطرے موتی بن گئے ہیں ۔ وہ نکتہ کو سنوارنے والا ہے ۔ اس کا نام بھرتری ہری ہے ۔ اس کی فطرت اس بادل کی مانند ہے جس میں آگ پوشیدہ ہے اس نے باغ سے سوائے نئی کلیوں کے اور

کچھ نہیں چلتا ۔ وہ صفات متضاد کا حامل ہے ۔ رومی اقبال سے کہتے ہیں کہ خوشی کی بات ہے کہ تمہارا نغمہ سن کر، وہ تمہاری جانب متوجہ ہو گیا ۔ وہ بادشاہ بھی ہے، شاعر بھی، درویش صفت انسان بھی ۔ حالت فقر میں اس کا مقام بہت بلند ہے وہ انوکھی فکر کی وجہ سے آزاد طبیعت کا مالک ہے ۔ اس کے دو حرف میں جہاں معنی پوشیدہ ہے ۔ وہ زندگی کے حقائق سے آگاہ ہے، وہ اگر جمشید ہے تو اس کا کلام جام جم یعنی حقائق کا آئینہ ہے !

ہم ہنر کی تعظیم کے باعث اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس کی صحبت سے لطف اٹھایا جائے ۔

رومی نے از راہ شوخی، "جاوید نامہ" میں اقبال کو "زندہ رود" کہا ہے، لہٰذا، زندہ رود یعنی اقبال، بھرتری ہری سے سوال کرتے ہیں کہ، شعر میں سوز و گداز کہاں سے آتا ہے ؟ کیا یہ شاعر کی کوششوں کا نتیجہ ہے یا خدا کی دین ہے ؟ اس سوال کا جواب پانچ اشعار پر مشتمل نظم بعنوان "برتری ہری" میں اس طرح پیش کیا ہے :۔ پہلے شعر کے مطابق :۔

" چونکہ شاعر اپنے کلام کے پردے میں مستور ہوتا ہے اس لیے عامۃ الناس شاعر کے مقام سے آگاہ نہیں ہو سکتے "۔

دوسرے شعر میں کہتے ہیں

" شاعر، عشق کی گرمی کے باعث اپنے سینے میں ایسا پرجوش دل رکھتا ہے، جسے خدا کے سامنے بھی قرار نہیں مل سکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو عشق فنا ہو جائے !

اس تمہید کے بعد، بھرتری ہری اقبال کے سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ راز فاش کرتے ہیں کہ :۔

" ہماری روح کی تمام راحت و لذت کا انحصار جستجو پر ہے لہٰذا جس شاعر کے دل میں آرزو و جستجو کا جذبہ ہو یعنی جو عاشق صادق ہو، اس کا کلام سوز و گداز کا حامل ہوتا ہے ۔ بہ الفاظ دیگر فراق یار سے کلام میں سوز پیدا ہوتا ہے "۔

آخری دو اشعار میں بھرتری ہری اقبال کو مشورہ دیتے ہیں کہ :۔

اگر تمہیں یہ مقام میسر آ جائے تو شعر میں نہ صرف سوز و گداز پیدا ہو جائے گا بلکہ شاعر حور بہشت کے دل کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو گا !۔

اس نظم کے بعد، علامہ اقبال، بھرتری ہری سے کہتے ہیں کہ میں ہندوستانی عوام میں زبردست تضادات اور پیچ و تاب کا مشاہدہ کر رہا ہوں لہٰذا اس موقع پر حقائق سے حجابات اٹھا کر، راز ہائے سربستہ کو آشکار کرو! اس سوال کے جواب میں اقبال نے بھرتری ہری کے مشہور اشلوک کا جو فارسی ترجمہ، بصورت نظم من و عن پیش کر دیا ہے، اس کا مفہوم یہ ہے :۔

" تم سنگ و خشت سے بنائے ہوئے خداوں کی عبادت کرتے ہو' حالانکہ خدا تعالی مادیت سے پرے دیر وکنشت سے بالاتر اور برتر ہے "۔

بھرتری ہری کے اشلوک کا ماحصل' دوسرے شعر میں اس طرح ظاہر ہوتا ہے :-

" عمل کے بغیر عبادت و ریاضت بے معنی ہے۔ زندگی عمل کا دوسرا نام ہے۔ بہ الفاظ دیگر انسان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا انحصار' اس کے اعمال پر ہے "۔

تیسرے شعر میں' وہ اقبال کو ایک نئے نکتہ سے آگاہ کرنے سے قبل کہتے ہیں کہ " خوش نصیب ہے وہ انسان جس نے اس نکتہ کو اپنی لوح دل پر رقم کر لیا ہے "

چوتھے شعر میں نکتہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

"یہ عالم رنگ و بو جو نظر آ رہا ہے' خدا کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہاری وجہ سے قائم ہے۔ یہ سب کچھ تمہارا ہے۔ اس چرخہ کی تکلی بھی تمہاری ہے اور اس کی مدد سے جو دھاگا بنا گیا ہے وہ بھی تمہارا ہے یعنی عمل کا تعلق بھی تمہیں سے ہے اور اس کا نتیجہ یا رد عمل بھی! بہ الفاظ دیگر زندگی کے ہر شعبہ میں مکافات عمل کا قانون جاری ہے "۔

پانچویں اور آخری شعر میں' بھرتری ہری اپنے فلسفہ حیات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

"چونکہ یہاں آئین مکافات عمل در پیش ہے لہذا ضروری ہے کہ زندگی کے مروجہ قوانین کے آگے سر تسلیم خم کر لیا جائے۔ یہ قوانین کی راہ سکھاتے ہیں۔ عمل ہی دوزخ ہے عمل ہی جنت ہے اور اس پر ہی اعراف کا انحصار ہے "

بھرتری ہری سے اقبال کی عقیدت مندی کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ وہ نظم " حرکت بہ کاج سلاطین مشرق " (مشمولہ جاوید نامہ) کے ابتدائی اشعار میں ایک مرتبہ پھر اعتراف کرتے ہیں کہ :

"بھرتری ہری کے پیغام سے میں بہت متاثر ہوا۔ رومی نے مجھ سے کہا کہ تم نے درویشوں کی صحبت سے استفادہ کر لیا اب بعض سلاطین سے ملاقات کرو "۔

" بال جبرئیل " کے صفحہ اول پر درج بھرتری ہری کے نیتی شتک کے پانچویں اشلوک کا منظوم ترجمہ اور جاوید نامہ کی مذکورہ نظموں کے علاوہ ' اقبال کے بعض اشعار میں بھی بھرتری ہری کے افکار کا عکس دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً " بھرتری ہری کا یہ خیال کہ شاعر کے سینے میں ایسا دل ہوتا ہے جو خدا کے سامنے بھی قرار نہیں پا سکتا " اس مفہوم کا حامل اقبال کا حسب ذیل شعر ملاحظہ کیجئے :

نہ جبریلے نہ فردوسے نہ حورے نے خداوندے
کف خاکے ہمی سوزد زجان آرزو مندے

بھرتری ہری کے مطابق :-

" فراق یار سے شعر میں سوز پیدا ہوتا ہے "

علامہ اقبال نے اس خیال کو بزبان حلاج اس طرح بیان کیا ہے :

آتش ما را بیفزاید فراق
جان ما را سازگار آید فراق

ایک اور جگہ کہتے ہیں :

جدائی عشق را آئینہ دار است
جدائی عاشقاں را سازگار است

یا " بال جبریل " کا یہ شعر :

عالم سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگ آرزو' ہجر میں لذت طلب

بھرتری ہری کے مطابق :

" بے ذوق عمل ' سجدہ بے کار محض ہے ۔ دوزخ ' اعراف اور بہشت اعمال کے نتائج ہیں " بھرتری کے اس خیال کے پیش نظر' اقبال کے حسب ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے :

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
یا
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں
جنت تری پنہاں ہے ترے خون جگر میں

علامہ اقبال نے اپنے وسیع تر پیغام کی تکمیل میں مطالعہ و مشاہدہ، فکر و تحقیق اور تلاش و جستجو کے مختلف مراحل طے کئے ہیں اور مختلف دانشوروں کے افکار سے استفادہ کر کے اپنے کلام اور پیغام کو بامقصد اور مفید تر بنایا ہے۔

لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فکر اقبال کی تعمیر و تشکیل میں دیگر مفکرین کے ساتھ ساتھ، فکر بھرتری ہری کی بھی کچھ نہ کچھ کارفرمائی ضرور ہے!

حواشی

۱۔ دیباچہ "اسرار خودی" مشمولہ اقبال کے نثری افکار مرتبہ عبدالغفار شکیل، ص ۸۷

۲۔ بحوالہ "تبرکات اقبال" مرتبہ بشیر الحق دسنوی، ص ۳۵

۳۔ شرح جاوید نامہ، ص ۱۰۵۳

www.IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved. ©2002-2006